ISLAMIC FIQH ACADEMY INDIA
اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا

چھٹا فقہی سمینار

منعقدہ: ۱۷-۲۰/رجب ۱۴۱۴ھ مطابق ۳۱/دسمبر ۱۹۹۳ء-۳ جنوری ۱۹۹۴ء، جامعہ دارالسلام، عمرآباد

- ☆ ہندستان کی عشری وخراجی اراضی:
- ☆ ادائیگی خراج کا طریقہ اورخراج سے سرکاری محصول کی منہائی:
- ☆ زمینی پیداوار، درختوں اورسبزیوں پرعشر:
- ☆ بٹائی (مزارعت) والی کاشت پرعشر:
- ☆ اخراجات زراعت کی منہائی کا نصاب:
- ☆ مکھانہ، مچھلی وریشم پرعشر:
- ☆ مکان، چھت، گردوپیش کی افتادہ اراضی اوراراضی اوقاف پرعشر:
- ☆ اسلامی مالیاتی ادارہ اورکمپنیز کے شیئرز:

سوال نامہ:

اسلام کا نظام عشر وخراج
اور ہندو پاک کی اراضی کا شرعی حکم

محوراول: عشروخراج کی حقیقت

اسلام نے کن اراضی کوعشری قرار دیا اور کن کوخراجی؟ عشری اور خراجی زمینوں کے درمیان بنیادی فرق کیا ہے؟ اس سلسلے میں کتاب و سنت، تعامل عہد صحابہ وتابعین اور فقہائے امت کے اجتہادات سے ہمیں کیا روشنی ملتی ہے؟

محوردوم: اراضی کا تاریخی جائزہ

۱- محمد بن قاسم سے لے کر ہندوستان پر برطانوی تسلط سے پہلے ہندوستان کی مفتوحہ اراضی کے ساتھ مسلم فاتحین کا کیا معاملہ رہا، اس کا ایک تاریخی جائزہ، ان اراضی پر عشرلازم کیا گیا یا خراج، مفتوحہ اراضی مسلمانوں پر تقسیم کردی گئی یا ان پر حسب سابق غیر مسلموں کا قبضہ باقی رکھ کر کسی خاص قسم کا ٹیکس عائد کیا گیا ہے ۔

۲- انگریزوں کی عمل داری کے آغاز سے ۱۹۴۷ء تک اراضی ہند کی کیا نوعیت رہی؟ ہندوستان کے مختلف صوبوں میں اگر اس سلسلہ میں مختلف رویہ اپنایا گیا تو اس کی وضاحت بھی مطلوب ہے۔

محورسوم: ہندوستان کی اراضی کا قانونی جائزہ

۱- مغلیہ سلطنت کے زوال اور برطانوی تسلط کے آغاز سے لے کر ۱۹۴۷ء تک اراضی ہند کی نوعیت سے متعلق وقتاً فوقتاً جاری ہونے والے قوانین کا جائزہ، اس سلسلہ میں ہندوستان کے مختلف صوبوں میں ۱۹۴۷ء سے پہلے جاری ہونے والے قوانین کا علیحدہ علیحدہ تفصیلی جائزہ۔

۲- قانون تنسیخ زمین داری کے بعد اراضی ہند کی نوعیت وحیثیت اور کاشت کاروں کے مالکانہ حقوق میں کیا تبدیلی آئی اور ہندوستان کے مختلف صوبوں میں آزادی کے بعد سے لے کر اب تک اراضی کے بارے میں جو دوررس قانونی تبدیلیاں آئیں ان کا ایک جائزہ۔

محور چہارم: اراضی ہند کی شرعی حیثیت کے بارے میں چند سوالات

۱- ۱۹۴۷ء کی آزادی اور قانون تنسیخ زمین داری کے بعد ہندوستان کی زمینوں کا کیا حکم ہے؟ یہاں کی زمینیں عشری ہیں یا خراجی؟ اگر کچھ زمینیں عشری ہیں اور کچھ خراجی تو ان کی تفصیل کیا ہے؟ کس بنیاد پر کسی زمین کے عشری یا خراجی ہونے کا فیصلہ کیا جائے گا؟

۲- جن اراضی کا عشری یا خراجی ہونا متعین نہ ہوسکے ان کا کیا حکم ہے؟

۳- کیا سرکار کو دی جانے والی مال گذاری خراج کے حکم میں داخل ہے؟

۴- اگر ہندوستان کی کچھ زمینیں خراجی ہیں تو موجودہ ہندوستان میں مسلمان خراج کی ادائیگی کس شرح سے اور کس طرح کریں، کیا جس طرح عشر کی ادائیگی عبادت ہے، اسی طرح مسلمان پر عائد ہونے کی صورت میں خراج کی ادائیگی بھی عبادت ہے؟

۵- احکام عشر میں آب پاشی کی وجہ سے عشر، نصف عشر ہو جاتا ہے، کیا جدید طریق زراعت میں ہونے والے غیر معمولی اخراجات (کھاد، دوا وغیرہ) کی وجہ سے عشر کی مقدار میں کمی کی جا سکتی ہے؟ یا اصل پیداوار میں سے ان اخراجات کو منہا کرنے کے بعد عشر عائد کیا جائے؟

۶- جن اراضی کی کاشت بٹائی کے طور پر ہوتی ہے ان میں عشر کس پر واجب ہے؟ مالک پر یا بٹائی دار پر یا دونوں پر؟ مالک اور بٹائی دار میں سے ایک مسلم اور ایک غیر مسلم ہو یا دونوں مسلم ہوں، ان دونوں صورتوں میں عشر کا وجوب کس پر ہوگا؟

محور پنجم:

۱- کیا عشر کا وجوب پیداوار کی مقدار پر ہے یا اس کے لئے کسی نصاب کا اعتبار ہوگا؟ اگر نصاب کا اعتبار ہوگا تو وہ نصاب کیا ہے؟

۲- کیا زمین سے ہر پیدا ہونے والی چیز پر عشر واجب ہے، جیسے گھاس، بانس، درخت، جانوروں کے لیے اگایا جانے والا چارہ وغیرہ یا زمین سے پیدا ہونے والی کچھ چیزیں وجوب عشر سے مستثنیٰ ہیں؟ پانی میں کاشت کی جانے والی چیزوں، مثلاً مکھانہ، سنگھاڑا وغیرہ میں عشر واجب ہے یا نہیں؟

۳- آج کل عام طور پر زراعتی اراضی پر تالاب کھود دیئے جاتے ہیں اور اس میں مچھلی کی کاشت کی جاتی ہے، مچھلی کی کاشت کو بہت نفع بخش تصور کیا جاتا ہے، کسان یہ سوچتا ہے کہ اگر ان اراضی پر گیہوں، دھان وغیرہ کی کاشت کرے تو اخراجات اور محنت زیادہ ہے، اور منفعت کم، اس لئے اراضی کو مچھلی کی کاشت کے لئے تالاب بنا کر استعمال کرتا ہے، کبھی اس تالاب میں قدرتی پانی جمع ہوتا ہے اور کبھی بورنگ یا دوسرے ذرائع سے اس میں پانی پہنچایا جاتا ہے، اب سوال یہ ہے کہ مچھلی کی اس کاشت کو زراعت میں داخل کر کے اس پر احکام عشر نافذ کئے جائیں گے یا اس پر زکوۃ اموال کا حکم جاری ہوگا؟

۴- ریشم کے کیڑوں کی پرورش و پرداخت کے لئے شہتوت کے درخت لگائے جاتے ہیں، ان درختوں سے تو کوئی معتدبہ منفعت حاصل نہیں ہوتی، لیکن ریشم کی اس کاشت سے کاشت کاروں کو کافی نفع ہوتا ہے، سوال یہ ہوتا ہے کہ ریشم کی اس کاشت پر عشر واجب ہے یا نہیں؟ اس کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟

۵- درختوں کی دو صورت ہوتی ہے یا تو وہ باغات ہوتے ہیں جن سے پھل حاصل کئے جاتے ہیں یا پھر وہ درخت ہوتے ہیں جن سے پھل مقصود نہیں ہوتا، بلکہ جلانے کے کام میں لاتے ہیں یا عمارت، فرنیچر وغیرہ میں استعمال ہوتے ہیں۔ ایسے درختوں کا شرعاً کیا حکم ہے؟

۶- خضراوات (سبزیاں) جو زیادہ دیر تک باقی نہیں رہتیں اور انکی پیداوار میں تسلسل رہتا ہے، کچھ پھل توڑے جاتے ہیں، پھر دوسرے پھل نکل آتے ہیں، اس طرح کی کاشت کی دو صورتیں ہوتی ہیں، ایک صورت تو یہ ہوتی ہے کہ اس کا مقصود باضابطہ تجارت ہوتا ہے اور دوسری صورت یہ ہوتی ہے کہ لوگ اپنے مکان کے گرد و پیش افتادہ اراضی میں یا اپنی چھتوں پر کچھ سبزیاں اگا لیتے ہیں، ہر دو صورت میں وجوب عشر کے بارے میں کیا حکم ہے؟

۷- اراضی اوقاف کی پیداوار میں عشر واجب ہے یا نہیں، خصوصاً وقف علی الاولاد کی اراضی میں؟

☆☆☆

تجاویز:

ہندو بیرون سے تقریباً ڈیڑھ سو علماء وفقہاء، دانشوران و ماہرین اور ارباب افتاء وتحقیق کی شرکت سے منعقد ہونے والے اس سمینار میں اراضی ہند کی شرعی حیثیت اور اسلام کے نظام عشر وخراج کے موضوع پر غور وخوض کیا گیا، اسلامی مالیاتی ادارہ اور کمپنیز کے شیئرز سے متعلق بھی متعدد سوالات زیر بحث آئے، مباحثہ کے بعد جو فیصلے طے پائے اور تجاویز منظور ہوئیں وہ درج ذیل ہیں:

۱- ہندستان کی عشری وخراجی اراضی:

شریعت اسلامی نے جس طرح دوسرے اموال میں زکوٰۃ واجب قرار دی ہے، زرعی پیداوار سے بھی غرباء کا حق متعلق کیا ہے، جس کو عشر کہا جاتا ہے۔ اس سلسلہ میں کتاب وسنت کی ہدایات اور قرون خیر کے تعامل کو پیش نظر رکھتے ہوئے فقہاء نے زمین کی درج ذیل قسموں کو عشری قرار دیا ہے:

۱- وہ زمینیں جن کے مالکوں نے اسلامی فتوحات سے پہلے ہی اپنی خوشی سے اسلام قبول کرلیا ہو۔

۲- کسی علاقہ کو مسلمانوں نے فتح کیا اور مفتوحہ زمینیں مسلمانوں میں تقسیم کردی ہوں۔

۳- جو زمینیں مسلم حکومتوں کی طرف سے مسلمانوں کو بطور جاگیر عطا کی گئی ہوں۔

۴- جزیرۃ العرب کی تمام زمینیں جن کی فقہاء نے حد بندی کردی ہے۔

۵- مسلمانوں کی رہائشی زمینیں جو قابل کاشت بنائی گئی ہیں، اور ان کے قرب وجوار کی زمینیں بھی عشری ہیں۔

۶- مسلمان ملک کی افتادہ زمینیں جن کو کسی مسلمان نے قابل کاشت بنایا ہو، اور ان کے قرب وجوار کی زمینیں بھی عشری ہوں۔

اور درج ذیل صورتوں کو خراجی قرار دیا گیا ہے:

۱- مسلمانوں کی مفتوحہ زمینیں جو غیر مسلم باشندوں ہی کے قبضہ میں چھوڑ دی گئی ہوں۔

۲- وہ زمینیں جہاں کے غیر مسلم باشندوں نے صلح کرلی ہو اور زمین انہیں کے پاس رہنے دی گئی ہو۔

۳- مسلمانوں کی زمینیں جو غیر مسلموں کی ملکیت میں چلی جائیں اور پھر ان کو مسلمان حاصل کریں۔

۴- جو زمینیں مسلمان حکومت کی طرف سے جاگیر کے طور پر غیر مسلموں کی دی گئی ہوں۔

البتہ اصولی طور پر شریعت نے مسلمانوں کی زمین میں عشر اور غیر مسلموں کی زمین میں خراج واجب قرار دیا ہے، عشر میں بنیادی تصور عبادت کا ہے اور یہ زکوٰۃ ہی کی ایک قسم ہے؛ اس لئے مسلمانوں کے حق میں اصل ''عشر'' ہے، اور چونکہ عشر کو ساقط کرنا ایک عبادت کو ساقط کرنا ہے؛ اس لئے جہاں عشر کے ساقط ہونے کی صراحت اور اس پر کوئی قوی نص موجود نہ ہو وہاں احتیاط کا تقاضا ہے کہ مسلمانوں کے حق میں عشر ہی کے حکم کو باقی رکھا جائے۔ عشر کے سلسلے میں ان بنیادی اور متفقہ اصولوں اور ہندوستان کے موجودہ سیاسی نظام کو سامنے رکھ کر ہندوستان کی اراضی کی شرعی حیثیت کے متعلق سمینار اس نتیجہ پر پہنچا ہے کہ:

۱- ہندوستان میں مسلمانوں کی زرعی زمینوں کے متعلق یہ خیال کہ نہ ان میں عشر واجب ہے نہ خراج، درست نہیں ہے۔

۲- ہندوستان کی زمینیں مندرجہ ذیل صورتوں میں بالاتفاق عشری ہیں:

الف- مسلمان حکومت کی طرف سے مسلمانوں کو عطا کردہ زمینیں جواب تک مسلمانوں کے پاس چلی آرہی ہیں۔

ب- جس علاقہ کے لوگ مسلم حکومت کے قیام سے پہلے بہ خوشی مسلمان ہوگئے ہوں اور ان کی زمینیں ابھی تک مسلمانوں ہی کے پاس چلی آرہی ہیں۔

ج- جو زمینیں عرصۂ دراز سے مسلمانوں کے پاس ہیں اور تاریخی طور پر ان کا خراجی ہونا ثابت نہیں ہے۔

د- جو مزروعہ یا افتادہ زمینیں حکومت ہند سے مسلمانوں کو حاصل ہوں۔ اس صورت کو بعض حضرات خراجی قرار دیتے ہیں۔

۳- جو زمینیں غیر مسلم حکومت یا افراد سے کسی مسلمان کو حاصل ہوئی ہوں، ان کے بارے میں شرکاء سمینار کی رائیں مختلف ہیں: بعض حضرات کے نزدیک ہندوستان کی تمام زمینیں عشری ہیں، اور بعض حضرات کے نزدیک اس صورت میں خراج واجب ہے۔

تاہم اس پر اتفاق ہے کہ احتیاط تمام ہی زمینوں میں عشر ادا کرنے میں ہے۔

۲- ادائیگی خراج کا طریقہ اور خراج سے سرکاری محصول کی منہائی:

۱- بعض شرکاء کی رائے میں خراج واجب نہیں ہوتا۔

لیکن جو شرکاء سمینار ہندوستان کی خراجی زمینوں میں خراج لازم قرار دیتے ہیں اور خراج کو حق شرعی قرار دے کر واجب الادا کہتے ہیں، ان کا رجحان یہ ہے کہ زمین کا سرکاری لگان ادا کرنے سے خراج شرعی ادا نہیں ہوگا؛ بلکہ مسلمان مالک زمین پر لازم ہے کہ خراج خود نکال کر مصارف خراج میں صرف کرے۔

اور بعض شرکاء سمینار کی رائے ہے کہ خراج شرعی سے سرکاری لگان منہا کرنے کے بعد خراج کی باقی مقدار مصارف خراج میں صرف کرنا ضروری ہے۔

۲- ہندوستان کی خراجی زمینوں پر خراج مقاسمہ لازم ہے یا خراج موظف؟

اس سلسلے میں بعض شرکاء سمینار نے ادائیگی اور حساب کی سہولت کے پیش نظر تمام خراجی زمینوں میں خراج مقاسمہ لازم قرار دیا ہے۔

لیکن وجوب خراج کا رجحان رکھنے والے اکثر حضرات کے نزدیک جن زمینوں کے بارے میں تاریخی طور پر ثابت ہے کہ فتح اسلامی کے بعد ان پر خراج مقاسمہ لازم قرار دیا گیا تھا (مثلاً گجرات وراجپوتانہ) ان میں خراج مقاسمہ لازم ہوگا، اور اس کی مقدار وہی ہوگی جو اسلامی فتوحات کے وقت متعین کی گئی، اور باقی تمام خراجی زمینوں میں خراج موظف کی ادائیگی لازم ہوگی۔

۳- وجوب خراج کا رجحان رکھنے والے اکثر شرکاء سمینار نے توظیف عمری کو بنیاد بنا کر غلہ اور کپاس جیسی عام پیداوار کی خراجی زمینوں میں فی جریب ایک درہم نقد (یعنی ساڑھے تین ماشہ چاندی یا اس کی قیمت) اور پیداوار میں سے ایک صاع (یعنی تین کلو تین سو پچیس گرام) لازم قرار دیا ہے، اور سبزیوں کی زمین میں فی جریب پانچ درہم یا اس کی قیمت، اور انگور یا کھجور کے متصل درختوں والے باغ پر فی جریب دس درہم چاندی یا اس کی قیمت لازم قرار دی ہے۔

۳- زمینی پیداوار، درختوں اور سبزیوں پر عشر:

زکوۃ کی طرح عشر بھی ایک فریضہ ہے جس کا تعلق زمینی پیداوار سے ہے، قرآن کریم میں اہل ایمان کو پاکیزہ کمائی سے زکوۃ اور زمینی

پیداوار سے عشر کی ادائیگی کا حکم دیا گیا ہے۔

(يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنفِقُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا أَخْرَجْنَا لَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ)[البقرہ:۲۶۷]۔

عشر زمین کی ہر پیداوار پر واجب ہے یا کچھ چیزیں وجوب عشر سے مستثنیٰ ہیں؟ اس سلسلہ میں قرآن وحدیث کے عمومی دلائل، شرکاء سمینار کے مقالات وآراء پر غور وخوض کے بعد سمینار اس نتیجہ پر پہنچا ہے کہ:

۱- بشمول گھاس ودرخت وغیرہ ہر ایسی زمینی پیداوار پر عشر واجب ہے جس کی پیداوار سے مقصود نماء ہوتی ہے اور جسے آمدنی کی غرض سے پیدا کیا جاتا ہے، لہذا تمام غذائی اجناس، میوہ جات، پھلوں اور پھولوں پر عشر واجب ہے؛ البتہ خودرو درخت اور گھاس جن سے حصول آمدنی مقصود نہ ہو اس پر عشر واجب نہیں۔

۲- وہ درخت جن سے پھل مقصود نہیں ہوتا بلکہ جلانے یا فرنیچر اور عمارت وغیرہ میں استعمال ہوتے ہیں جیسے صنوبر، ساکھو، شیشم، ساگوان وغیرہ، اگر کسی عشری زمین کو ایسے درختوں کے لئے خاص کرلیا گیا ہو اور ان کی کاشت سے آمدنی مقصود ہے، تو ایسے درختوں کے تیار ہونے میں چاہے جتنی مدت درکار ہو، کاٹے جانے کے وقت ان سے یا ان کی آمدنی سے عشر کی ادائیگی واجب ہوگی۔

۳- وہ سبزیاں جو عشری زمین میں بوئی جائیں اور جن سے مقصود آمدنی ہو، ان میں عشر واجب ہے؛ البتہ اپنے مکان کے گردوپیش کی افتادہ اراضی یا اپنی چھتوں پر لگائی جانے والی سبزیاں وجوب عشر سے مستثنیٰ ہیں۔

۴- بٹائی (مزارعت) والی کاشت پر عشر:

جن عشری زمینوں کی کاشت بطور بٹائی کے کرائی جاتی ہے، ان کی پیداوار پر عشر کے واجب ہونے کے سلسلے میں سمینار نے غور وفکر کیا اور اس سے متعلق آئے ہوئے تمام مقالات کا جائزہ لے کر اس نتیجے پر پہنچا کہ:

۱- اگر زمین کا مالک اور بٹائی دار دونوں مسلمان ہوں تو دونوں پر اپنے اپنے حصہ کے بقدر عشر واجب ہوگا۔

۲- اگر مالک زمین مسلمان اور بٹائی دار غیر مسلم ہو تو مسلمان مالک پر اس کے حصہ کے بقدر میں واجب ہوگا۔

۵- اخراجات زراعت کی منہائی کا نصاب:

۱- فقہی سمینار کے سامنے یہ مسئلہ زیر بحث آیا کہ آج کل کاشت کے جدید طریقوں میں زراعت کے اخراجات قدیم طرز کی کھیتی کے مقابلے میں کہیں زائد ہوتے ہیں، لہذا ان بڑھے ہوئے اخراجات کو واجب عشر کی ادائیگی سے پہلے اصلی پیداوار سے منہا کیا جائے؛ تاکہ کاشت کاروں کو سہولت حاصل ہو۔

سمینار نے اس مسئلہ پر غور کیا اور اس کے ہر پہلو پر غور کرنے کے بعد سمینار اس نتیجہ پر پہنچا کہ عشر اور نصف عشر شریعت کی طرف سے منصوص مقادیر ہیں، اور شریعت نے کاشت کو سیراب کرنے کی بنیاد پر اخراجات کی کمی وزیادتی کو اساس تسلیم کرتے ہوئے مقدار واجب میں فرق کیا ہے، اور دیگر کسی قسم کے اخراجات کی رعایت کرتے ہوئے مقدار واجب میں تبدیلی کا اعتبار نہیں کیا ہے، اور جو مقدار واجب شریعت نے طے کردی ہے اس میں عقل وقیاس کا دخل نہیں، اور نہ کسی کو مقدار واجب میں تبدیلی کا حق ہے۔ دوسری طرف یہ بھی واقعہ ہے کہ کاشت کے جدید طریقوں پر جہاں اخراجات زائد ہوتے ہیں، پیداوار کی مقدار میں بھی معتد بہ اضافہ ہوتا ہے۔

لہٰذا سمینار یہ طے کرتا ہے کہ کاشت کے جدید طریقوں کھاد یا دوا وغیرہ مصارف پر ہونے والے زائد اخراجات اصلی پیداوار سے منہا نہیں کئے جائیں گے۔

۲- حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ اور بعض دیگر فقہاء کی رائے میں آیات اور بعض احادیث کے عموم کے پیش نظر وجوب عشر کے لئے پیداوار کی مقدار کا کوئی نصاب نہیں ہے۔ ہر وہ شئی جو زمین سے پیدا ہو، چاہے وہ قلیل مقدار میں ہو یا کثیر مقدار میں، عشر کا نکالنا واجب ہوگا۔ امام ابویوسف وامام محمد رحمہا اللہ ودیگر جمہور ائمہ کے نزدیک حدیث "ليس فيما دون خمسة أوسق صدقة" کی روشنی میں پانچ وسق سے کم اگر پیداوار ہو تو ایسے لوگوں پر عشر واجب نہیں ہے۔

سمینار کی رائے میں چھوٹے کاشت کار، یا قدرتی آفات کی وجہ سے بہت کم مقدار میں پیداوار حاصل ہونے کی صورت میں مطلقاً وجوب عشر کے قول کے نتیجے میں دشواریوں میں مبتلا ہوتے ہیں۔ اس لئے ایسے حالات میں جبکہ کسی کاشت کار کی کل پیداوار پانچ وسق یعنی چھ کوئنٹل ۵۳ کلوگرام سے کم ہو تو صاحبین ودیگر جمہور ائمہ کے قول پر عمل کرتے ہوئے اگر کوئی ضرورت مند شخص اس پر عشر نہ نکالے بلکہ پوری پیداوار کو اپنے ذاتی استعمال میں لائے تو ایسا کرنا جائز ہے۔ بعض شرکاء کا رجحان ہے کہ اگر نصاب سے کم پیداوار ہو اور دوسرے ذرائع کفالت موجود نہ ہوں تو خود استعمال کرنے کی گنجائش ہے۔

۶- مکھانہ، مچھلی وریشم پر عشر:

۱- پانی میں کاشت کی جانے والی چیزیں مثلاً مکھانہ، سنگھاڑا وغیرہ زمینی پیداوار میں سے ہیں، اور ان سے استغلال ارض ہوتا ہے، اس لئے ان پر عشر واجب ہوگا۔

۲- تالابوں میں بغرض تجارت مچھلیوں کی پرورش کی جاتی ہے۔ یہ زمینی پیداوار میں سے نہیں بلکہ اموال تجارت میں سے ہیں، اس لئے ان پر عشر کے احکام جاری نہ ہوں گے؛ بلکہ مال تجارت کی زکوٰۃ کا حکم ہوگا۔

۳- اگر عشری زمین میں شہتوت کی کاشت ریشم پیدا کرنے کے لئے کی جاتی ہے، اور شہتوت کے پتوں کو ریشم کے کیڑوں کی غذا حاصل کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے، تو یہ تجویز کیا جاتا ہے کہ جن اراضی کو شہتوت کے پتوں کے ذریعے ذریعہ آمدنی بنایا جاتا ہے ایسی اراضی پر شہتوت کے پتوں پر عشر واجب ہوگا۔ بعض شرکاء سمینار کی رائے میں پتوں پر عشر واجب نہیں، اس سے حاصل شدہ ریشم پر زکوٰۃ اموال اپنی شرائط کے ساتھ واجب ہوگی۔

۷- مکان، چھت، گردوپیش کی افتادہ اراضی اور اراضی اوقاف پر عشر:

مکان کے اندر کی اراضی یا اس کی چھتوں یا مکان کے گردوپیش کی افتادہ اراضی میں ہونے والی سبزیاں، پھلوں وغیرہ، اسی طرح اوقاف کی اراضی خصوصاً وقف علی الاولاد کی اراضی میں عشر واجب ہے یا نہیں؟ ان مسائل پر غور وخوض کے بعد سمینار اس نتیجہ پر پہنچا کہ:

۱- چونکہ وجوب عشر کے لئے زمین کا عشری ہونا شرط ہے، اور مکان کی زمین نہ عشری ہے اور نہ ہی خراجی، اس لئے مکان کے اندر کی اراضی یا اس کی چھتوں یا مکان کے گردوپیش کی افتادہ اراضی کی سبزیوں اور پھلوں وغیرہ میں عشر واجب نہیں ہوگا۔

۲- چونکہ وجوب عشر کے لئے زمین کا مالک ہونا ضروری نہیں ہے، یہی وجہ ہے کہ غیر مملوکہ اراضی میں بھی عشر واجب ہے۔ نیز عشر پیداوار

میں واجب ہے نہ کہ زمین میں، اس لئے اراضی اوقاف میں بھی عشر واجب ہوگا، خواہ اوقاف عامہ کی اراضی ہوں یا وقف علی الاولاد کی۔

۸-اسلامی مالیاتی ادارہ اور کمپنیز کے شیئرز:

اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا کے چھٹے فقہی سمینار میں بینکنگ اور شیئرز سے متعلق بھی کچھ مسائل زیر بحث آئے اور بحث کے نتیجے میں درج ذیل اتفاقی نقطہائے نظر سامنے آئے:

۱- اسلامی مالیاتی ادارہ کو ریزرو بینک کے حکم کی وجہ سے جبراً اپنے سرمایہ کا پانچ فیصد حصہ سرکاری تمسکات میں محفوظ کرنا پڑتا ہے، اس پر حکومت سود بھی دیتی ہے، تو شرکاء سمینار کے نزدیک یہ صورت درست ہے کہ اس محفوظ سرمایہ پر ملنے والے سود کو بتدریج محفوظ سرمایہ بنا دیا جائے، اور اصل سرمایہ دھیرے دھیرے نکال لیا جائے۔

۲- ایسی کمپنیاں جن کا کاروبار خالص حلال ہے، اسلامی مالیاتی ادارہ یا کوئی بھی مسلمان ان کے شیئرز خرید سکتا ہے۔

۳- ایسی کمپنیاں جن کا کاروبار خالص حرام ہے، ان کے شیئرز کی خریداری ہرگز جائز نہیں ہے۔

☆ بینکنگ وشیئرز کے دوسرے بہت سے مسائل جو کہ سمینار میں پیش کئے گئے، ان کے متعلق یہ سمینار اسلامک فقہ اکیڈمی کو یہ ہدایت کرتا ہے کہ وہ ان مسائل کی پورے طور پر تحقیق وتنقیح کے لئے ماہرین وعلماء کا ایک خصوصی اجلاس منعقد کرے؛ تاکہ وہ غور وخوض کے بعد کسی آخری رائے تک پہنچ سکیں۔

☆☆☆